ذرائع ابلاغ کا کرداراور ذمہ داریاں (تعلیماتِ نبویؐ کی روشنی میں)

محمد عبداللہ*

اسلام دنیا میں امن، خیراور سلامتی کا داعی ہےاوراس کی یہ تعلیمات زندگی کے ہر گوشے میں مطلوب ہیں۔اس مقصد کی تکمیل کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کو ہر زمانے میں وحی الٰہی اور آسمانی ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا جنہوں نے اپنی قوم کی زبان میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پوری ذمہ داری، دیانت وامانت اور تمام تر توانائیوں کے ساتھ پہنچایا۔ **فَهَلْ عَلَى الرُّسُلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ**(۱)

سلسلہ انبیاءؑ کی آخری کڑی رسول اکرم ﷺ کی ذات بابرکات ہے جن کو قرآن حکیم نے **داعیاً الی اللہ** (۲) کے خطاب سے نوازا اوراسی دعوت اور پیغام ربانی کو امّت تک پہنچانا آپ کی بنیادی ذمہ داری قرار پایا۔**يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ** (۳)

دوسری طرف قرآن حکیم کو اللہ تعالیٰ نے ''**بَلٰغٌ لِّلنَّاسِ** ''(۴) کا خطاب دیا کہ جس کا امت کو پہنچانا مقصود تھا۔ نبی آخر الزمان ﷺ نے فریضۂ رسالت کو کس طرح پہنچایا اس کے لیے آپ کے آخری پیغام حجۃ الوداع کے موقع پر ہزاروں امتیوں کا یہ اقرار کافی ہوگا: أديت الأمانة و بلّغت الرسالة و نصحت الأمة (۵) آپ نے اسی ابلاغ اور پیغام رسالت کو امت مسلمہ پر قیامت تک کے لیے لازم قرار دیا۔ فليبلغ الشاهد الغائب (۶)

اسی تناظر میں ذرائع ابلاغ کا قرآن وسنت کی تعلیمات میں جائزہ لینا از حد ضروری ہے۔اگرچہ ذرائع ابلاغ کی اہمیت ہر دور میں مسلّم رہی ہے مگر عصر حاضر میں اس کی وسعت کے پیش نظر افادیت دو چند ہوگئی ہے۔اس لحاظ سے ذرائع ابلاغ کی حدود و قیود، ذمہ داریوں اور کردار کی بحث ناگزیر ہوگئی ہے اور موضوع ''ذرائع ابلاغ کا کرداراور ذمہ داریاں۔ تعلیمات نبوی ﷺ کی روشنی میں'' انتہائی بروقت اوروقت کا تقاضا ہے۔

مقالہ کا خاکہ ومنہج:

مذکورہ عنوان پر مقالے کے منہج واسلوب کا جائزہ درج ذیل عنوانات کے تحت لیا جاسکتا ہے۔

۱۔ ذرائع ابلاغ کا مفہوم ومترادفات
۲۔ ذرائع ابلاغ کی دورِ جدید میں اہمیت
۳۔ ذرائع ابلاغ اوراسوۂ رسول ﷺ
۴۔ ذرائع ابلاغ کا کرداراور ذمّہ داریاں (ایجابی پہلو)
۵۔ ذرائع ابلاغ کا کرداراور ذمّہ داریاں (سلبی پہلو)
۶۔ تجاویز وسفارشات

---

*ایسوسی ایٹ پروفیسر، شیخ زاید اسلامک سینٹر، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، پاکستان

۷۔ حوالہ جات وحواشی

۱۔ ذرائع ابلاغ کا مفہوم ومترادفات:

دورِ جدید میں ذرائع ابلاغ کا مفہوم بہت وسعت اختیار کر گیا ہے جس کا ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے۔

۱.۱ ابلاغ کا مفہوم:

ابلاغ عربی زبان کا لفظ ہے جو بلغ (باب نصر) سے نکلا ہے جس کے لفظی معنی پہنچا دینا یا مقصد تک رسائی حاصل کرنا کے ہیں۔ بلّغ عنه الرسالة الی القوم پیغام رسائی کرنا۔(۷) لغات القرآن میں ابلاغ کے معنی انتہائی مقصد، منتہی تک پہنچنے کے آتے ہیں خواہ مقصد ومنتہی کوئی مقام ہو یا وقت یا کوئی شے۔(۸)

قرآن حکیم میں بلغ، ابلاغ اور بلاغ کے الفاظ متعدد مواقع پر استعمال ہوئے ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْکَ مِنْ رَّبِّکَ (۹)

"اے رسول ﷺ آپ کے پروردگار کی طرف سے جو کچھ اترا ہے اس کو پہنچاؤ۔"

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُکُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ (۱۰)(پھر اگر تم منہ پھیرو گے تو جو مجھے دے کر بھیجا گیا تھا وہ تمہیں پہنچا دیا)

هٰذَا بَلٰغٌ لِّلنَّاس (۱۱)(یہ قرآن لوگوں کے لئے اعلان ہے)

اَلَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسَالَاتِ اللّٰهِ (۱۲)(جولوگ اللہ کا پیغام پہنچاتے رہے)

وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنِ (۱۳)(اور رسول کے ذمہ صرف صاف طور پر پہنچا دینا ہے)

دینی اصطلاح میں دعوت، تبلیغ اور نیکی کی بات دوسروں تک پہنچانا ہے۔ لیکن ابلاغ اپنے مفہوم کے لحاظ سے عام ہے اور اس میں دینی یا غیر دینی، اچھی یا بری بات کی کوئی قید نہیں۔ مطلق پہنچانا ہے کوئی پیغام، کوئی بات اور کوئی خبر بھی ابلاغ کا موضوع بن سکتی ہے۔ جب کسی بات، خبر یا پیغام کو عام لوگوں تک پہنچانے کا اہتمام کیا جاتا ہے تو وہ ابلاغ عامہ کہلاتا ہے۔(۱۴)

ابلاغ کی اصطلاحی مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے نفیس الدین سعدی لکھتے ہیں:

> "ابلاغ اس ذریعہ علم یا خبر کا نام ہے جس کے ذریعے کوئی شخص، کوئی اطلاع، خیال یا جذبہ دوسروں تک منتقل کرتا ہے۔"(۱۵)

ابلاغ کے لیے ضروری نہیں کہ اس کے لیے الفاظ ہی استعمال کیئے جائیں۔ آرٹسٹ اپنے خیالات کا اظہار رنگوں کے ذریعے کرتا ہے۔ عکاس اپنا نظریہ دوسروں تک پہنچانے کے لیے سنو لائٹرا اور کیمرے کا سہارا لیتا ہے۔ ایک اداکار اپنے جذبات کے اظہار کے لیے اپنی زبان اور چہرے کے تاثرات کو ذریعہ بناتا ہے۔(۱۶)

ابلاغ کا عمل دو عناصر سے مرکب ہے۔ ایک یہ کہ پیغام رساں کیا پیغام دینا چاہتا ہے، دوسرے اس پیغام کی

ترسیل و تکمیل کے لیے وہ کون سا طریقہ یا ذریعہ استعمال کرتا ہے۔ موخر الذکر ہی کو ذرائع، سے تعبیر کرتے ہیں اور دونوں کے مرکب کو ''ذرائع ابلاغ'' کہا جاسکتا ہے۔

۱.۲ ابلاغ کے مترادفات:

ابلاغ کے متعدد مترادفات ملتے جلتے مفہوم کو ادا کرتے ہیں جن کا یہاں پر تذکرہ مناسب ہوگا۔

۱۔ کمیونیکیشن (Communication)

انگریزی میں ابلاغ کے لئے لفظ Communication استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مطلب دوسروں تک اپنے خیالات پہنچانے، اپنا مطلب واضح کرنے، معلومات پہنچانے اور بات چیت کے ہیں۔(۱۷)

"Communication is an act of transmitting ideas, attitudes and informations from one person to another". (۱۸)

۲۔ صحافت (Journalism)

ابلاغ کے معنوں میں لفظ صحافت بھی مستعمل ہے جو عربی زبان کے لفظ صحیفہ سے ماخوذ ہے۔ جس کے لغوی معنی کتاب یا رسالہ کے ہیں۔ ابن منظور کے خیال میں الصحیفه التی یکتب فیها والجمع صحائف و صحف (۱۹) وہ چیز جس پر کچھ لکھا جائے اس مناسب سے ورق کی ایک جانب یعنی صفحہ کو صحیفہ کہتے ہیں۔ اور جدید عربی میں صحیفہ بمعنی جریدہ اور اخبار بھی مستعمل ہے۔(۲۰)

اصطلاحاً صحافت سے مراد، روزانہ کے واقعات کو تحریر، آواز اور تصاویر کی صورت میں پیش کرنے کو کہتے ہیں اس کے لیے انگریزی کا لفظ Journalism مستعمل ہے۔ انگریزی میں اس کی تعریف یوں کی گئی ہے:

"Journalism is the collection and perrodical publishig of current news. It was confined for centuries to newspapers and magzines".(۱۹)

۳۔ میڈیا (Media):

میڈیا بھی انگریزی زبان کا لفظ ہے اردو میں اس کا ترجمہ ذرائع ابلاغ یا صحافت ہی کہا جاتا ہے۔ میڈیا میں مطبوعہ اور برقی صحافت کے تمام ذرائع خواہ وہ سمعی ہوں یا بصری شامل ہیں۔

۱.۳ ذرائع ابلاغ کی اقسام:

قدیم زمانہ میں ابلاغ کے طریقے سادہ تھے۔ لوگ زیادہ تر زبان و بیان سے ہی ابلاغ کا کام لیتے تھے بعد ازاں لوگ لکڑی کی چھالوں اور تختیوں پر لکھ کر ابلاغ کرتے تھے۔ چھاپہ خانہ کی ایجاد سے طباعت و ابلاغ کی دنیا میں انقلاب رونما ہوا پھر ریڈیائی صحافت کا آغاز ہوا تو لوگوں کو خبریں پڑھ کر سنائی جانے لگیں، پھر ٹیلی ویژن کی آمد سے مزید انقلاب رونما ہوا

کمپیوٹراور انٹرنیٹ نے تو ذرائع ابلاغ کی دنیا ہی بدل دی ہے۔ارتقاء کا یہ سفر جاری وساری ہے۔

؎ محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

تاہم دور جدید میں ذرائع ابلاغ کو درج ذیل حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ مطبوعہ ذرائع ابلاغ (Print Media):

اس حصہ میں وہ تمام ذرائع شامل ہیں جن میں قلم وقرطاس اور چھاپہ خانہ استعمال ہوتا ہے۔مطبوعہ مواد میں کتب و رسائل،اخبارات ومجلات، پوسٹرز، ہینڈ بلز وغیرہ شامل ہیں۔

۲۔ برقیاتی ذرائع ابلاغ (Electronic Media):

وہ تمام ذرائع جن میں بجلی ، روشنی (Light) استعمال ہوتی ہے ان میں ریڈیو، ٹیلی ویژن، فلم، وی۔سی۔آر، کیبل، سلائیڈز اور ہیڈ پروجیکٹر شامل ہیں۔علاوہ ازیں دور جدید میں کمپیوٹر، انٹرنیٹ بالخصوص سیٹلائٹ سے منسلک جملہ ذرائع بھی اسی کی ذیل میں آتے ہیں۔الیکٹرانک میڈیا کو مزید دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

ا) سمعی ذرائع (Audio Media) اس میں کان سے سنے جانے والے جملہ ذرائع شامل ہیں۔

ب) بصری ذرائع (Video Media) اس میں آنکھ سے دیکھے جانے والے جملہ ذرائع شامل ہیں۔

۳۔ سماجی ذرائع ابلاغ (Social Media):

اگرچہ اس کا شمار بھی برقی ذرائع ابلاغ میں ہوتا ہے مگر اس کی اہمیت کے پیش نظر دور جدید میں اس کا تذکرہ الگ سے بھی کیا جاسکتا ہے۔اس میں ای۔میل، فیس بک، ٹویٹر، لنکڈ ان، یوٹیوب اور سکائپ وغیرہ شامل ہیں جن کے ذریعے دنیا بھر کے مختلف افراد بالواسطہ یا بلاواسطہ رابطہ کرسکتے ہیں۔اور افکار وخیالات ایک دوسرے تک پہنچاتے ہیں۔

۲-ذرائع ابلاغ کی اہمیت:

اللہ تعالیٰ نے انسان کو زبان وبیان اور لکھنے، پڑھنے کی صلاحیتوں سے نوازا ہے۔ابلاغ کے جو ذرائع انسان کو میسر ہیں وہ کسی اور مخلوق کو میسر نہیں۔علم وعقل کے امتیاز کے ساتھ وہ اظہار اور ابلاغ کے متنوع اسالیب اختیار کرسکتا ہے۔زبان و بیان کا ذکر اللہ تعالیٰ نے یوں کیا ہے:

خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ. (۲۲) اسی نے انسان کو پیدا کیا، اسی نے اسکو بولنا سکھایا۔

لکھنے اور پڑھنے کا ذکر یوں کیا ہے:

اِقْرَاْ وَ رَبُّکَ الْاَکْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ .(۲۳)

پڑھو تمہارا پروردگار بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے انسان کو وہ باتیں سکھائیں جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔

انسانی ابلاغیات کا اگر جائزہ لیں تو اس کا آغاز پہلے انسان سے ہی ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ کو جو علم

سکھایا وہ ابلاغ الٰہی کا پہلا سبق تھا۔ بندے کا اپنے رب کا پیغام وصول کرنا اور اسے آگے دوسرے انسانوں تک پہنچانا کارِ نبوت ٹھہرا اور حیاتِ انسانی میں وحی کا ذریعہ قائم ہوا۔ نبی اور رسول ﷺ تاریخ انسانی کے پہلے مبلغ (Communicator) ہیں۔

دورِ جدید میں پوری دنیا عالمی اکائی (Global Village) کی حیثیت اختیار کر چکی ہے اور یہ سب کچھ ذرائع ابلاغ کے تیزی سے بڑھتے ہوئے اثرات کی بدولت ہوا ہے۔ کسی بھی ریاست و مملکت کے استحکام میں جو بنیادی عوامل کارفرما ہوتے ہیں ان میں مقننہ، انتظامیہ اور عدلیہ کے ساتھ ذرائع ابلاغ کو بھی چوتھے ستون کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر خالد علوی ذرائع ابلاغ کی اسی اہمیت کے بارے میں لکھتے ہیں:

''ذرائع ابلاغ نے انسانی زندگی کو نئی رفتار اور نئی معرفت عطا کی ہے۔ انسان کو گرد و پیش کا شعور دیا ہے اور زندگی کے مسائل کی نقاب کشائی کی ہے۔ اگر غور کریں تو دورِ حاضر کی تمام تر علمی ترقی و خوشحالی، سائنسی ایجادات اور علمی تحقیقات کا ادراک انہی ذرائع سے حاصل ہوتا ہے۔ سیٹلائٹ کی ایجاد نے تو پوری دنیا کو سمیٹ کر رکھ دیا ہے۔ دنیا میں ہونے والے تمام واقعات و حادثات ٹیلی ویژن سکرین پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ذرائع ابلاغ نے معلومات اور آگہی میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔ ذرائع ابلاغ صرف معلومات ہی کا نہیں، تفریح کا ذریعہ بھی ہے۔ سائنسی تحقیقات، تازہ خبریں و تبصرے، کھیلوں کے مناظر، موسیقی اور تعلیمی پروگرام، وہ پہلو ہیں جن سے ذرائع ابلاغ نے روزمرہ زندگی کی رونقیں بڑھائی ہیں۔ عالمی آگہی کا یہ عالم ہے کہ دنیا کے کسی حصے میں کوئی واقعہ یا حادثہ رونما ہوتا ہے تو ہر شخص اس سے واقف ہوتا ہے۔''(۲۴)

ذرائع ابلاغ کا دائرہ کار فرد کی ذات سے لے کر اجتماعیت و حکومت تک محیط ہے اور اس کے اثرات کو روکنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ بلاشبہ ہر شے کے مثبت اور منفی دو رخ ہوا کرتے ہیں۔ اگرچہ ایسے افراد بھی ہر معاشرے میں رہے ہیں خواہ قلیل تعداد میں کیوں نہ ہوں جو ذرائع ابلاغ کو شیطانی آلات سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تو بنیادی طور پر آلات و ذرائع ہیں، ان کا مثبت یا منفی استعمال ان کے پس پردہ قوتوں پر ہی منحصر ہے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کے مضر اثرات سے فرد و معاشرہ کو بچایا اور تعمیری اور مثبت اثرات کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ قائداعظم محمد علی جناح نے ۲۴ مئی ۱۹۴۸ء کو سری نگر میں کشمیر کے صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا:

''صحافت ایک بڑی قوت ہے جو فائدہ بھی پہنچا سکتی ہے اور نقصان بھی، اگر یہ ٹھیک نہج پر ہو تو رائے عامہ کی رہنمائی بھی کرسکتی ہے۔''

ذرائع ابلاغ کا بنیادی کردار صحت پر مبنی خبروں کی اشاعت، معاشرے میں خیر و تعاون کا فروغ اور شر و فساد کا خاتمہ ہے۔ عوام کی ضروریات اور مسائل سے حکومتوں کو آگاہ کرنا اور دونوں کے حقوق و فرائض کے شعور کو بیدار کرنا ہے۔

نجی زندگی کا تحفظ اور بنیادی انسانی حقوق کی پاس داری کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ معاشرہ اور ملکی سطح پر اخلاق، قانون اور آئین کے نفاذ کی ترغیب دلانا ہے۔ علاوہ ازیں داخلی انتشار، فرقہ واریت، نسلی و لسانی اور علاقائی تعصبات کا خاتمہ کرنا اور قومی و ملی یکجہتی کو فروغ دے کر ملکی سالمیت و استحکام کو یقینی بنانا ہے۔ ذرائع ابلاغ کے اس کردار پر ڈاکٹر

خالد علوی مزید یوں روشنی ڈالتے ہیں:

''ذرائع ابلاغ کو حکومتوں اور عوام کے درمیان ایک موثر رابطے کا مرتبہ حاصل ہے۔ان کے ذریعے باہمی اعتماد کی فضا پیدا ہوسکتی ہے اور عوام حکومت کی پالیسیوں کو سمجھ کر موافق یا مخالف ردعمل کا اظہار کر سکتے ہیں۔ آزاد پریس حکومتوں اور معاشروں کی نگرانی کا فریضہ بھی انجام دیتا ہے۔معاشرے کی خرابیاں بعض افراد، اداروں کی معاشرت اور اخلاق دشمن سرگرمیاں اور حکومتوں کی چیرہ دستیاں پریس کے ذریعے ہی بے نقاب ہوتی ہیں۔آزاد پریس کسی معاشرے کا بیدار دماغ اور بینا آنکھ ہوتا ہے۔اس کے ذریعے کسی معاشرے کے استحکام وانتشار کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔''(۲۵)

۳-ذرائع ابلاغ اور اسوۂ رسول ﷺ:

قرآنی اصطلاح میں رسول،فرستادہ، قاصد اور پیغام بر کو کہتے ہیں ۔یہ اللہ تعالیٰ کا نبی،فرشتہ یا کوئی اور شخص بھی ہوسکتا ہے۔جملہ انبیاء کرام کا بنیادی منصب اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان ترجمانی کرنا ہے اور یہی ابلاغ ہے۔ارشاد الٰہی ہے:

اَللّٰہُ یَصۡطَفِیۡ مِنَ الۡمَلٰٓئِکَۃِ رُسُلًا وَّ مِنَ النَّاسِ. (۲۶)

فرشتوں اور آدمیوں میں سے ہی اللہ پیغام پہنچانے کے لیے چن لیتا ہے۔

قرآن حکیم کے مطابق ہر پیغمبر اللہ تعالیٰ کے احکامات بلاکم وکاست بندوں تک پہنچا دیتے ہیں اور اس ابلاغ میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہیں کرتے ۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اُبَلِّغُکُمۡ رِسٰلٰتِ رَبِّیۡ وَاَنَا لَکُمۡ نَاصِحٌ اَمِیۡنٌ ۔(۲۷)

تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں اور میں تمہارا امانت دار خیر خواہ ہوں۔

سلسلہ رسل کی آخری کڑی، خاتم النبیین ،حضور اکرم ﷺ کو بھی ابلاغ کا یہی فریضہ سونپا گیا جو آپ ﷺ نے پوری ذمہ داری اور دیانت داری سے ادا کیا۔ارشاد الٰہی ہے:

یَا اَیُّھَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَا اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ مِنۡ رَّبِّکَ وَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلۡ فَمَا بَلَّغۡتَ رِسَالَتَہٗ۔(۲۸)

اے رسول ﷺ ، جو تجھ پر تیرے رب کی طرف سے اترا ہے،اسے پہنچا دے اور اگر تو نے ایسا نہ کیا تو اس کی پیغمبری کا حق ادا نہیں کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے اسی حکم الٰہی کے مطابق فریضۂ رسالت ادا کیا اور اپنی پاکیزہ زندگی میں اس دور اور معاشرہ میں موجود ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا۔مفتی محمد شفیعؒ ،مولانا اشرف علی تھانویؒ کے رسالہ 'اخبار بنی' سے استفادہ کرتے ہوئے اپنی ایک تحریر 'آداب الاخبار' میں لکھتے ہیں:

''حضور سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرامؓ اپنی اسلامی برادری کے اخبار واحوال پر مطلع ہونے اور کرنے کا

اہتمام اس لیے فرماتے تھے کہ مطلع ہو کر مظلوم کی دادرسی، بیمار کی عیادت ،ضعفاء کی اعانت محتاجوں کی امداد کرنے کے لیے ہر قسم کی مادی اور روحانی ذرائع استعمال کیے جائیں اور اگر کسی مادی امداد پر قدرت نہ ہو تو کم از کم دعا سے اس کے شریک غم ہو جائیں اور یہی تمام اسلامی تعلیمات کی روح اور مسلمانوں کی ترقیات ماضی کا راز ہے۔(۲۹)

بعثت و نبوت سے قبل ہی آپ صادق اور امین کے القابات سے سرفراز تھے۔ آپکی صداقت و امانت کا اعتراف دشمن بھی کرتے تھے۔ نبوت سے سرفرازی کے موقع پر حضرت خدیجہؓ نے آپ کے اخلاق عالیہ کو ہی بیان فرمایا۔ نبوت و رسالت کا اظہار سب سے پہلے اہل خانہ اور قریبی ساتھیوں سے کرنا۔ اظہار و اعلان کے لیے قریبی رشتہ داروں کی دعوت کرنا اور ان الفاظ کے ساتھ دعوت دینا۔ راہنما اپنے گھر کے لوگوں سے جھوٹ نہیں بول سکتا۔ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں، میں تمہاری طرف خصوصاً اور لوگوں کی طرف عموماً اللہ کا رسول (فرستادہ) ہوں۔ بخدا! تم لوگ اسی طرح موت سے دوچار ہو گے جیسے سو جاتے ہو اور اسی طرح اٹھائے جاؤ گے جیسے سو کر جاگتے ہو۔ پھر جو کچھ تم کرتے ہو تم سے اس کا حساب لیا جائے گا۔(۳۰)

ابلاغ میں کس قدر نکھار اور موقف میں کس قدر صداقت ہے۔ اسی طرح جب دوسرے مرحلے پر دعوت کا کوہ صفا پر اعلان عام کیا۔ عرب دستور کے مطابق یا صباحاہ کی پکار لگائی اور بطون قریش کو ان الفاظ کے ساتھ دعوت دی۔ ''تم لوگ یہ بتاؤ اگر میں یہ خبر دوں کہ ادھر وادی میں شہسواروں کی ایک جماعت ہے جو تم پر چھاپہ مارنا چاہتی ہے تو کیا تم مجھے سچا مانو گے؟ لوگوں نے کہا، ہاں ہم نے آپ پر سچ کا ہی تجربہ کیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اچھا تو میں تمہیں ایک سخت عذاب سے پہلے خبردار کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں۔''(۳۱)

اسی طرح دعوت حق کے ابلاغ کے لیے آپ ﷺ عرب کے میلوں جیسے عکاظ، ذوالمجاز وغیرہ میں گئے اور مختلف قبائل کے پاس بھی تشریف لے جاتے۔

نزول قرآن کے موقع پر قرآن حکیم کی حفاظت و کتابت کا اہتمام کرنا اور کاتبین وحی کا تقرر کرنا نیز عرب کے معاشرے میں موجود لکھنے کی اشیاء جیسے چمڑہ، کھجور کی چھال، پتھر، اونٹ کی شانے کی ہڈیوں کو استعمال میں لانا، مطبوعہ و منقولہ ابلاغ کی طرف ایک قدم تھا۔

مدنی دور میں مختلف مذاہب و قبائل سے معاہدات کرنا اور ان معاہدات کو تحریری صورت میں لانا بالخصوص میثاق مدینہ کے لیے صحیفہ اور کتاب کے الفاظ استعمال کرنا صحافت و ابلاغیات کی بنیاد رکھنا ہے کہ جن کے ذریعے پورے معاشرے کو وحدت کی لڑی میں پرو دیا۔(۳۲)

دعوتِ اسلام کے عالمی اور آفاقی ابلاغ کے لیے اپنے دور کے سربراہان مملکت کو خطوط تحریر کرنا اور وہاں کے رسم و رواج اور زبانوں کے ماہرین کو بطور قاصد روانہ کرنا ابلاغ کا ہی کمال ہے۔(۳۳)

فتح مکہ کے بعد وفود العرب کو دعوتِ اسلام دینا مختلف ذرائع ابلاغ کی طرف دلیل ہے۔ نیز خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر اپنی ''قصویٰ'' نامی اونٹنی پر چڑھ کر اسلامی تعلیمات کا خلاصہ اور انسانی حقوق کا منشور پیش کرنا، خطبات اور نمازوں میں

مکبرین کا مقرر کرنا، تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک آپ کا پیغام اور آواز پہنچے۔ یہ سب عہد نبوی ﷺ کے ذرائع ابلاغ ہیں جن کو پھر یہ اعلان فرمایا، فلیبلغ الشاهد الغائب ۔(۳۴)

آپ ﷺ نے اپنے فرائض رسالت کی بجا آوری کے لیے استعمال فرمایا۔

یقیناً یہ آپ ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے جو قیامت تک کے انسانوں کے لیے اور پاکیزہ صحافت کے حامل افراد کے لیے نمونۂ تقلید ہے۔

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(۳۵)

''البتہ تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اچھا نمونہ ہے۔''

۴۔ ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمّہ داریاں (ایجابی پہلو):

جیسا کہ سابقہ سطور میں بیان کیا گیا کہ ابلاغ اصلاً ایک پیغمبرانہ مشن اور صحافت ایک پاکیزہ اور مقدس پیشہ ہے۔ معاشرہ میں اس کا اہم کردار ہے۔ آئندہ سطور میں ذرائع ابلاغ کے کردار اور ذمہ داریوں کو ایجابی پہلوؤں کے لحاظ سے دیکھا جائے گا۔

۴.۱ حق وصداقت کا اظہار:

ذرائع ابلاغ میں حق وصداقت کا اظہار بنیادی شرائط میں سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات جو حق وصداقت کا منبع ہے انبیاء کرام کو اسی پیغام کے ساتھ دنیا میں بھیجا ہے اور انسان کو بھی حق وصداقت کے اظہار کا حکم دیا ہے۔ قرآن حکیم نے بار بار اس امر کا اظہار کیا ہے وہ سچائی، حق وانصاف کا ساتھ دیں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ﴾(۳۶)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرتے رہو اور راست بازوں کے ساتھ رہو۔''

قرآن حکیم نے اس امر کی بھی صراحت کی ہے حق وانصاف پر نہ صرف قائم رہیں بلکہ اس پر کسی بھی قسم کا دباؤ قبول نہ کریں۔

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ وَ لَوْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ اَوِ الْوَالِدَيْنِ وَ الْاَقْرَبِيْنَ اِنْ يَّكُنْ غَنِيًّا اَوْ فَقِيْرًا فَاللّٰهُ اَوْلٰى بِهِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْهَوٰٓى اَنْ تَعْدِلُوْا وَ اِنْ تَلْوٗٓا اَوْ تُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا﴾ (۳۷)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو انصاف پر قائم رہو اور اللہ کے لیے سچی گواہی دو خواہ اس میں تمہارا، تمہارے ماں باپ اور رشتہ داروں کا نقصان ہی ہو۔ فریق معاملہ خواہ مالدار ہو یا غریب، اللہ تم سے زیادہ ان کا خیر خواہ ہے۔ لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز رہو۔ اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسی کی خبر ہے۔''

اسی طرح حق بات پر گواہی کا مطالبہ بھی کیا گیا ہے اور شہادت کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں کہ کسی مقدمہ کے سلسلے میں پیش ہو کر گواہی دی جائے بلکہ شہادت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ آدمی جس حق سے آگاہ ہے، دوسروں کو بھی اس سے آگاہ کرے اور اسے نہ چھپائے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

﴿وَ لَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَ مَنْ يَّكْتُمْهَا فَإِنَّهُ اٰثِمٌ قَلْبُهُ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ﴾ (۳۸)

''اور شہادت ہرگز نہ چھپاؤ۔ جو شہادت چھپاتا ہے، اس کا دل گناہ میں آلود ہے اور اللہ تمہارے اعمال سے بے خبر نہیں ہے۔''

اسی حق و صداقت کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ایک ارشاد میں فرمایا ہے:

أبو هريرة رضى الله عنه : أَنَّ رسولَ الله -صلى الله عليه وسلم -قال :أَمَرَنِي رَبِّي بِتِسْعٍ : خَشْيَةِ الله في السِّرِّ والعلانية ، وكلمة العدل في الغضب والرضى ، والقصد في الفقر والغنى ، وأن أَصِلَ مَنْ قَطَعَنِي ، وأعطي مَنْ حَرَمَنِي ، وأَعْفُوَ عَمَّنْ ظَلَمَنِي ، وأن يكون صَمْتي فِكْرا ، ونُطْقِي ذِكْرا ، ونظري عبرة ، وآمرُ بالعُرْف ، وقيل :بالمعروف. (۳۹)

''حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا ہے، اللہ کا خوف سر و علانیہ میں، غضب اور رضا دونوں حالتوں میں انصاف کی بات کہوں، تنگ دستی و خوشحالی دونوں حالتوں میں اعتدال سے خرچ، جو مجھ سے کٹے میں اس سے جڑوں، جو میرے حق سے محروم کرے میں اسے اس کا حق دوں، جو میرے ساتھ ظلم کرے میں اس کو معاف کروں، میری خاموشی فکر پر مبنی ہو، میرا بولنا ذکر پر مبنی ہو، اور میں نیکی کا حکم کیا کروں۔''

اخبارات اور صحافیوں کو بعض صورتوں میں اپنے ضمیر کے خلاف کام کرنے یا نہ کرنے کی صورت میں شدید مشکلات اور دباؤ سے بھی دوچار ہونا پڑتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وقت کے حکمران اخبارات کو مجبور کرتے ہیں کہ ان کی غلط پالیسیوں کی تائید کی جائے۔ اس مقصد کے لئے اشتہارات پر پابندی، مقدمات میں الجھانے، اخبار اور پریس سے ضمانت طلب کرنے اور اخبارات کا اجازت نامہ (Declaration) منسوخ کرنے کی دھمکیوں سے کام لیا جاتا ہے۔ اگر اخبار یا صحافی حق گوئی کی صفت کے حامل ہوں تو ان دھمکیوں کو خاطر میں نہیں لاتے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ با اثر لوگ، جاگیردار اور سرمایہ دار اپنی زیادتیوں کی خبریں رکوانا چاہتے ہیں۔ کبھی ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کے حق میں خبریں شائع کی جائیں۔ اس مقصد کے لئے وہ خوشامد سے بھی کام لیتے ہیں۔ دھن، دھونس اور دھاندلی کے حربے بھی استعمال کرتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے ایسے حالات میں ذرائع ابلاغ حق گوئی اور سچائی کا فریضہ جہاد سمجھ کر ادا کریں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:

''افضل الجهاد كلمة حق عند سلطان جائر'' (۴۰) ''جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا افضل جہاد ہے''

۲.۴۔ ابلاغ کا مقصد نیکیوں کا فروغ اور منکرات کا خاتمہ ہے:

جب ابلاغ کا مادہ بلغ، پہنچا دینے سے ہے اور تبلیغ و مبلّغ بھی اسی سے نکلے ہیں تو لامحالہ ابلاغ ایک پیغمبرانہ فریضہ ہے۔ نیکی کا فروغ اور برائی کی روک تھام، اسلامی معاشرت کا بنیادی اصول ہے لہٰذا ذرائع ابلاغ کو اسی اصول کی پابندی کرنا ہوگی۔ قرآن نے اس اصول کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے تعبیر کیا گیا ہے۔ قرآن مجید نے تو امتِ مسلمہ کے وجود کا مقصد ہی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قرار دیا ہے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ﴾ (۴۱)

''تم دنیا میں بہترین امت ہو جسے انسانوں کے لیے اُٹھایا گیا ہے۔ تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور بدی سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔''

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''والّذی نفسی بیدہ لتأمرن بالمعروف و لتنھونّ عن المنکر أولیوشکن اللہ ان یبعث علیکم عذابا منہ فتد عونہ ولا یستجب لکم'' (۴۲)

''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ تمہیں نیکی کا ضرور حکم دینا ہوگا اور برائی سے ضرور روکنا ہوگا ورنہ عین ممکن ہو کہ اللہ تم پر اپنی طرف سے عذاب بھیج دے پھر تم اسے پکاروگے اور تمہیں جواب نہ آئے گا۔''

اس سلسلے میں ڈاکٹر خالد علوی لکھتے ہیں:

''اسلامی ریاست میں ذرائع ابلاغ کی پوری پالیسی اسی اصول کے تابع ہونی چاہیے۔ ایسی خبریں، ایسے ڈرامے، ایسے تفریحی پروگرام اور ایسی تشہیر جو نیکی کے تصور کے خلاف اور بدی کے فروغ کا ذریعہ بنیں ناقابل قبول ہیں۔ اسلامی نظریہ ابلاغ میں نیکی کا فروغ وہ اساسی پتھر ہے جس پر میڈیا کی پوری عمارت کھڑی ہوتی ہے۔'' (۴۳)

۳۔ قلم اور الفاظ کی حرمت کا لحاظ:

قلم و قرطاس ہی علم کی بنیاد ہیں۔ قلم سے تحریر جنم لیتی ہے اور یہی تحریر مطبوعہ ذرائع ابلاغ کی بنیاد قرار پاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں متعدد جگہوں پر قلم، قرطاس اور تحریر کی اہمیت کا ذکر کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾ (۴۴)۔ ''قلم کی قسم ہے اور اس کی جو اس سے لکھتے ہیں۔''

اسی طرح پہلی وحی میں علم و ابلاغ کے ذرائع کا تذکرہ یوں کیا ہے۔

﴿اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾ (۴۵)

''پڑھیئے اور آپ کا رب سب سے بڑھ کر کرم کرنے والا ہے۔ جس نے قلم سے سکھایا، انسان کو سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔''

قلم کے استعمال کا فن جب خود خالق کائنات نے سکھایا ہے تو پھر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اس نے اس فن کے صحیح استعمال کی ہدایت نہ دی ہو اور اس کے غلط استعمال کے نتائج سے خبر دار نہ کیا ہو۔ مولانا مفتی محمد شفیعؒ اپنے ایک مضمون ’آداب الاخبار‘ میں صحافیوں اور لکھنے والوں کی ذمہ داریوں کی بابت لکھتے ہیں:

”اس باب میں سب سے زیادہ یہ جاننا ضروری ہے کہ کسی بات کا قلم سے لکھنا بعینہٖ وہی حکم رکھتا ہے جو زبان سے کہنے کا ہے، جس کلام کا زبان سے ادا کرنا ثواب ہے، اس کا قلم سے لکھنا بھی ثواب ہے اور جس کا بولنا گناہ ہے اس کا قلم سے لکھنا بھی گناہ ہے۔ بلکہ لکھنے کی صورت میں ثواب اور گناہ دونوں میں ایک زیادتی ہو جاتی ہے کیونکہ تحریر ایک قائم رہنے والی چیز ہے، مدتوں تک لوگوں کی نظر سے گذرتی رہتی ہے اس لیے جب تک وہ دنیا میں موجود رہے گی لوگ اس کے اچھے یا برے اثر سے متاثر ہوتے رہیں گے۔ اس لیے ہر مضمون نگار کا فرض ہے کہ ہر مضمون پر قلم اٹھانے سے پہلے درج ذیل معیار پر جانچ لے۔“

۱۔ جس وقت کسی چیز کے لکھنے کا ارادہ کرے پہلے اپنے ذہن میں بٹھالے کہ اس کا لکھنا میرے لیے جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ثابت ہو تو قدم آگے بڑھائے ورنہ محض لوگوں کو خوش کرنے کے لیے گناہ میں ہاتھ رنگ کر، برائی بدشگونی کے لیے اپنی ناک نہ کاٹے۔ یہ ایک شرعی اجمالی قانون ہے جو فقط اخبار نویسی میں ہی نہیں بلکہ ہر قسم کی تحریر میں ہر مسلمان کا مطمع نظر ہونا چاہیے۔

۲۔ جو واقعہ کسی شخص کی مذمت اور معائب پر مشتمل ہو اس کو اس وقت تک ہرگز شائع نہ کیا جائے جب تک حجتِ شرعیہ سے اس کا ثبوت نہ مل جائے کیونکہ جھوٹا الزام لگانا یا افتراء باندھنا کسی کافر پر بھی جائز نہیں لیکن آہ! کہ آج اہلِ قلم اس سے غافل ہیں اور اخبار کا شاید کوئی صفحہ اس سے خالی ہوتا ہو۔

۳۔ یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ اس معاملہ میں حجتِ شرعیہ کے لیے کسی افواہ کا عام یا کسی اخبار کا لکھ دینا ہرگز کافی نہیں بلکہ شہادت شرعیہ ضروری ہے کیونکہ دورِ حاضر کے موجودہ تمام اخبارات کے صدہا تجربات نے اس بات کو ناقابلِ انکار کر دیا ہے کہ بہت سے مضامین اور واقعات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں اور جس شخص کی طرف سے شائع ہوتے ہیں اس غریب کو خبر تک نہیں ہوتی اور یہ صورت کبھی قصداً کی جاتی ہے اور کبھی سہواً و خطاً ہو جاتی ہے۔

۴۔ کسی شخص کے عیب یا گناہ کا واقعہ اگر حجت شرعیہ سے ثابت ہو جائے تب بھی اس کی اشاعت اور درج اخبار کرنا جائز نہیں بلکہ اس وقت بھی اسلامی فرض یہ ہے کہ خیر خواہی سے تنہائی میں اس کو سمجھایا جائے اس لیے رحمۃ للعالمین نے متعدد احادیث میں اس کی تاکید فرمائی ہے کہ اگر اپنے بھائی مسلمان کا کوئی عیب یا گناہ ثابت ہو تو اس کو رسوا نہ کرے بلکہ پردہ پوشی کرے۔(۴۶)

۴.۵۔ صحتِ خبر اور خبر کے ذرائع کی تحقیق:

اطلاعات کی فراہمی اور خبروں کی اشاعت میں بعض اوقات معمولی سی غفلت اور بے احتیاطی نہایت پریشان کن

صورت حال پیدا کر سکتی ہے۔کسی شخص یا گروہ کے بارے میں غلط خبر چھپ جانے سے اسے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے بدنامی اور بے عزتی بھی ہوسکتی ہے یہی وجہ ہے کہ اسلام نے صحتِ خبر اور اس کے ذرائع کی تحقیق وتصدیق پر بہت زور دیا ہے۔

قرآن حکیم نے اس سلسلے میں ایک سنہری اصول یہ دیا ہے۔

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِنْ جَآءَ كُمْ فَاسِقٌ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًام بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ﴾(۴۷)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تحقیق کر لیا کرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تم کسی گروہ کو نادانستہ نقصان پہنچا بیٹھو اور پھر اپنے کیے پر پشیماں ہو۔''

مولانا مودودیؒ آیت مذکورہ کی تفسیر کے ضمن میں لکھتے ہیں:

''اس آیت کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ اصولی ہدایت دی کہ جب کوئی اہمیت رکھنے والی خبر، جس پر کوئی بڑا نتیجہ مترتب ہوتا ہو، تمہیں ملے تو اس کو قبول کرنے سے پہلے یہ دیکھ لو کہ خبر لانے والا کیسا آدمی ہے؟ اگر وہ کوئی فاسق شخص ہو یعنی جس کا ظاہر حال یہ بتا رہا ہو کہ اس کی بات اعتماد کے لائق نہیں ہے تو اس کی دی ہوئی خبر پر عمل کرنے سے پہلے تحقیق کر لو کہ امرِ واقعہ کیا ہے؟ اس حکم ربانی سے ایک اہم شرعی قاعدہ نکلتا ہے جس کا دائرہ اطلاق بہت وسیع ہے۔اس کی رو سے مسلمانوں کی حکومت کے لیے یہ جائز نہیں کہ کسی شخص یا گروہ یا قوم کے خلاف کوئی کاروائی ایسے مخبروں کی دی ہوئی خبروں کی بنا پر کر ڈالے جن کی سیرت بھروسہ کے قابل نہ ہو''۔(۴۸)

اسی طرح حضرت عائشہ صدیقہؓ پر تہمت کے ضمن میں جب برأت وطہارت کے ثبوت میں جو آیت نازل ہوئی اس سے خبر کی تحقیق وصداقت کا پتہ چلتا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْلَآ اِذْسَمِعْتُمُوْهُ قُلْتُمْ مَّايَكُوْنُ لَنَآ اَنْ نَّتَكَلَّمَ بِهٰذَاسُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ﴾ (۴۹)

''اور جب تم نے اس خبر کو سنا تو کیوں نہیں کہہ دیا کہ ہمارے لیے ایسی بات کہنا مناسب نہیں، تیری ذات پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے۔''

رسول اکرمﷺ نے اپنے ایک فرمان میں سنہرا اصول یہ دیا ہے کہ محض سنی سنائی باتوں اور افواہوں پر یقین نہ کر لیا جائے۔ارشاد گرامی ہے: كَفىٰ بِالمرءِ إثما اَنْ يحدِّث بكُلِّ مَا سَمِعَ (۵۰) (آدمی کے جھوٹا ہونے کی یہ دلیل کافی ہے کہ جو کچھ سنے اُسے آگے بیان کر دے)۔

اسی طرح خبروں کی اشاعت میں ذرائع ابلاغ کے ذمہ داروں اور اعلیٰ حکام کو خصوصی ہدایات دی گئیں ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذَا جَآءَهُمْ اَمْرٌمِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ (۵۱)

''اور جب ان کے پاس کوئی خبر امن یا ڈر کی پہنچتی ہے تو اسے مشہور کر دیتے ہیں اور اگر اُسے رسول ﷺ اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچاتے تو اس کی تحقیق کرتے ہیں جو ان میں تحقیق کرنے والے ہیں۔''

گویا اس آیت کے مصداق ہر خبر کی تحقیق کا ہر شخص اہل نہیں ہوتا بعض خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ ان کی تحقیق خاص تحقیقی اہلیت کے مالک (Authorities) ہی کر سکتی ہیں۔ایک ذمہ دار صحافی کا کام یہ ہے کہ وہ اطمینان بخش یا خوف ناک خبر کو سنتے ہی شائع نہ کر دے بلکہ اس کی صحت کو اچھی طرح جانے ، پرکھے اور اگر خود کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو اپنے ادارے کے کسی ایسے ذمہ دار رکن سے مشورہ کرے جو خبر کی جانچ پرکھ کا ملکہ رکھتا ہو تا کہ وہ اس کے قابل اشاعت ہونے یا نہ ہونے کا فیصلہ کر سکے۔(۵۲)

۶.۴ قومی وملکی سالمیت کا فروغ:

ذرائع ابلاغ کی بنیاد ذمہ داری قومی وملی یکجہتی اور سالمیت کے فروغ کے لیے اقدامات کرنا ہیں۔اسلامی معاشرہ رنگ ونسل اور وطن وجغرافیہ کے بجائے عقیدہ کی وحدت پر منظم ہوتا ہے۔اور عقیدے ہی کی بنیاد پر افرادِ معاشرہ اخوت کے رشتے میں جڑے ہوتے ہیں۔قرآن حکیم نے اتحاد واتفاق کو بہت بڑی نعمت اور انتشار وافتراق کو لعنت سے تعبیر کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّ لَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًاوَ كُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ﴾ (۵۳)

''اور اللہ کی رسی کو سب مل کر مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں تفرقے میں نہ پڑو اور اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تمہارے اوپر کی کہ تم ایک دوسرے دشمن تھے پھر اس نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی اور اس کی نعمت سے تم آپس میں بھائی بھائی بن گئے۔تم آگ (تفرقہ بازی اور دشمنوں کی آگ) کے کنارے پر کھڑے تھے اور اس نے تمہیں اس آگ سے بچالیا۔''

انہی قرآنی تعلیمات کو نبی اکرم ﷺ نے عملی شکل مرحمت فرمائی۔اجتماعیت اور یکجہتی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا:

''يد الله على الجماعة و من شذ شذ الى النار'' (۵۴)

''اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہوتا ہے اور جس شخص نے جماعت سے علیحدگی اختیار کی وہ جہنم کی آگ کی طرف دھکیلا گیا۔''

بدقسمتی سے وطن عزیز میں ایسے ذرائع ابلاغ فروغ پا رہے ہیں جو ملکی سالمیت کو داؤ پر لگا رہے ہیں۔ان کے پس پردہ جہاں بیرونی طاقتیں کام کر رہی ہیں جو ملک کو داخلی طور پر کمزور کرنا چاہتی ہیں وہیں مختلف گروہی، مسلکی، نسلی اور جغرافیائی تعصبات بھی ہیں۔آئے روز پرنٹ اور الیکٹرنک میڈیا پر قومی اداروں اور ملکی سالمیت کے خلاف پراپیگنڈہ کیا جاتا ہے۔حالانکہ

رسول اکرم ﷺ نے تمام قسم کی عصبیتوں کا خاتمہ فرمادیا۔

"لیس منا من دعا الیٰ عصبية وليس منا من قاتل علیٰ عصبية وليس منا من مات على العصبية" (۵۵)

''وہ ہم میں سے نہیں جس نے دوسروں کو کسی عصبیت کی طرف دعوت دی، وہ ہم میں سے نہیں جس نے دوسروں کے ساتھ عصبیت کی بنیاد پر لڑائی کی اور وہ شخص ہم میں سے نہیں جو عصبیت پر مارا گیا۔''

ایسے حالات میں ذرائع ابلاغ کو داخلی و خارجی سطح پر ایسی فضا کو فروغ دینا چاہیے کہ لوگ نفرت و انتشار سے بچیں اور ایک دوسرے کے قریب آئیں۔آپ کا ارشاد کس قدر صورت حال کی ترجمانی کررہا ہے۔

"ليس الكذاب الذى يصلح بين الناس و يقول خيراً و ينمى خيرا." (۵۶)

''وہ شخص جھوٹا نہیں جو لوگوں میں صلح کروائے اور بہتر بات کرے اور اچھی بات دوسروں تک پہنچائے۔''

۵۔ ذرائع ابلاغ کا کردار اور ذمہ داریاں (سلبی پہلو)

اس سے قبل ہم نے ذرائع ابلاغ کے کردار اور ذمہ داریوں پر ایجابی پہلو سے استدلال کیا ہے ذیل میں سلبی پہلوؤں پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔

۵.۱ ظلم وزیادتی کی نشاندہی:

معاشرہ میں ذرائع ابلاغ کا اہم کردار 'محتسب' کا بھی ہے۔یہی وجہ ہے کہ معاشرہ میں جہاں بھی ظلم وزیادتی اور ناانصافی کسی فرد، طبقہ یا گروہ سے ہورہی ہو اس کی نشاندہی کرنا ذرائع ابلاغ کی ذمہ داری ہے۔تاکہ ظلم و ناانصافی کا ازالہ ہو اور عدل وانصاف کا دوردورہ ہو۔واضح رہے یہ عمل ''افشائے عیوب'' میں نہیں آتا۔قرآن حکیم میں ارشاد ہے۔

﴿لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ (۵۷)

''اللہ اس کو پسند نہیں کرتا کہ آدمی بدگوئی پر زبان کھولے، الا یہ کہ کسی پر ظلم کیا گیا ہو۔''

اس آیت کی تفسیر میں مشہور مفسر تابعی مجاہد فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو پسند نہیں فرماتے کہ کوئی شخص کسی کی مذمت یا شکایت کرے لیکن اگر کسی پر ظلم ہو تو اس کے لیے جائز ہے کہ ظالم کی شکایت کرے اور اپنے معاملے کا اعلان کرے اور اس کے ظلم کو لوگوں پر ظاہر کرے، گویا مظلوم کو اس کا حق دلانے کے لیے حرف شکایت زبان پر لانا ضروری ہے۔(۵۸)

قتیل دنیا میں اس سا منافق نہیں کوئی
جو ظلم تو سہتا ہے، بغاوت نہیں کرتا

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

''لوگ ظالم کو دیکھیں اور اس کا ہاتھ نہ پکڑیں تو بعید نہیں کہ اللہ ان پر عذاب عام نازل کردے۔''(۵۹)

ایک اور حدیث میں رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔

انصرا خاك ظالماً أو مظلوماً (۶۰)
''اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔''

صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ مظلوم بھائی کی مدد تو سمجھ میں آتی ہے، ظالم کی مدد کیسے کی جائے؟ آپ نے فرمایا کہ ظالم کا ہاتھ روکنا اور اسے ظلم سے باز رکھنا، اس کی مدد ہے۔

لیکن ظالم اور ظلم کی نشاندہی میں باوقار انداز اختیار کیا جائے اور دلائل وشواہد اور حقائق سے ہی خبر و واقعہ کو سامنے لایا جائے نہ کہ کسی کی پگڑی اچھالی جائے اور ذلیل و رسوا کر کے چھوڑا جائے یہ محض (Black Mailling) ہوگا۔ جو کہ بالعموم صحافتی دنیا میں روا رکھا جاتا ہے۔

۵.۲ تجسس اور ٹوہ کی ممانعت:

وقائع نگاری (Reporting) کو ذرائع ابلاغ میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ خبروں کی فراہمی کے لیے اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے شعبہ ہائے خبر میں کئی وقائع نگار اور علاقائی نامہ نگار مقرر ہوتے ہیں جو مختلف ذرائع سے خبریں اکٹھی کر کے اپنے اپنے اداروں کو مہیا کرتے ہیں۔ خبر رساں ایجنسیاں جو خبریں مہیا کرتی ہیں وہ بھی نامہ نگاروں کی ہی جمع کی ہوئی ہوتی ہیں۔ وقائع نگار (Reporter) کو چاہیے کہ جب اس پر یہ بات واضح ہو جائے کہ اس تک پہنچنے یا پہنچائی جانے والی خبر یا اطلاع دروغ گوئی پر مبنی ہے تو پھر خواہ کیسی ہی دلچسپ اور سنسنی خیز کیوں نہ ہو اسے آگے نہ بڑھائے اور جھوٹی اور لغویات کو نظر انداز کرے۔ (۶۱) ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ لاَ يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَإِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا﴾ (۶۲)

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں، جو جھوٹ کے گواہ نہیں بنتے اور کسی لغو چیز پر ان کا گذر ہو جائے تو شریف آدمیوں کی طرح گذر جاتے ہیں۔''

اسی طرح اسلام فرد کی نجی زندگی (Privacy) کا تحفظ کرتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے ذرائع ابلاغ کا یہ کام نہیں وہ عیب جوئی، غیبت، بدگمانی، لوگوں کے معاملات کی ٹوہ لگانے اور کریدنے کا کام کریں۔ اسی طرح تجسس سے بھی منع کیا گیا ہے۔ اسلام ریاست کو بھی اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ شہریوں کے معاملات کی جاسوسی کرے یا ذرائع ابلاغ کو اس مقصد کے لیے استعمال کرے آج تفتیشی صحافت (Investigative Journalism) کہا جاتا ہے۔

اس میں اس امر کے قوی امکانات ہوتے ہیں کہ لوگوں کے عیوب بے نقاب ہوں اور وہ بلیک میل ہوں۔ اسلامی نظریے کے مطابق ذرائع ابلاغ کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ افراد کی نجی زندگی کے بارے میں کھوج لگاتے پھریں (۶۳) کیونکہ قرآن حکیم نے اس کی ممانعت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلاَ تَجَسَّسُوْا﴾ (۶۴)

''اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے بچو کیونکہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور نہ تجسس کرو۔''

مذکورہ آیت میں ولا تجسسوا، یعنی لوگوں کے بھید نہ ٹٹولو کا جو حکم دیا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دوسروں کے خانگی اور ذاتی معاملات کی ٹٹول کر کے ان کے عیوب معلوم کرنا ایسی بد اخلاقی ہے جس سے طرح طرح کے فساد رونما ہوتے ہیں۔حضور اکرم ﷺ نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا:

"ایا کم و الظن فان اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تحسسوا و لا تنا جشروا و لا تحاسدوا ولا تباعضوا ولا تدابروا و کونوا عبدا الله اخوانا" (۶۵)

''بدگمانی سے بچ کر رہو کیونکہ بدگمانی سب سے بڑھ کر جھوٹ بات ہے، اور نہ کسی کی راز جوئی کرو اور نہ کسی کی جاسوسی کرو اور قیمت بڑھانے کے لیے بولی دو اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو اور نہ ایک دوسرے سے بولی رکھو اور نہ باہم روگردانی کرو اور اے اللہ کے بندو بھائی بھائی ہو جاؤ۔''

ایک اور موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"انک ان اتبعت عورات الناس أمسند تهم أو كدث ان تفسدهم" (۶۶)

''تم اگر لوگوں کے مخفی حالات معلوم کرنے کے درپے ہو گئے تو ان کو بگاڑ دو گے یا کم از کم بگاڑنے کے قریب پہنچا دو گے۔''

رسول اکرم ﷺ نے تجسس کے مقابلہ میں ستر پوشی کی تاکید فرمائی۔

''من رای عورةً فسترها کان کمن احیا مودة" (۶۷)

''جس کسی نے کسی کا کوئی عیب دیکھا اور اسے چھپائے رکھا تو گویا اس نے اتنا بڑا کام کیا کہ گویا زندہ درگور کی ہوئی لڑکی کو قبرے سے نکال لیا۔''

۵.۳ فحاشی پر مبنی مواد کی روک تھام:

اسلام اس امر کو پسند نہیں کرتا کہ معاشرے میں کسی بھی عنوان سے برائیوں کا چرچا ہو اس لیے اس نے فحاشی کی اشاعت کو حرام قرار دیا ہے۔لیکن بدقسمتی سے ہمارے ذرائع ابلاغ خواہ وہ پرنٹ میڈیا ہو یا الیکٹرانک میڈیا، جنس و جرائم سے متعلق خبروں، مضامین اور تصاویر کو پوری تفصیل و تزئین کے ساتھ شائع اور نشر کرتے ہیں۔بعض اخبارات و رسائل نے باقاعدہ صفحات اور ایام مختص کر دیئے ہیں، جن میں نام نہاد ملکی و غیر ملکی اداکاروں، گلوکاروں اور خواتین کھلاڑیوں کی نیم برہنہ تصاویر شائع کرتے ہیں اور اس کو باقاعدہ آرٹ، کلچر اور شوبز کا عنوان دیا جاتا ہے۔اسی طرح مختلف ٹی وی چینلز پر تفریح (Intertainment) کے نام پر کھلی بے راہ روی کو فروغ دیا جا رہا ہے اور تو اور سوشل میڈیا پر فحش مواد بالخصوص نازیبا اشتہارات غیر مطلوب (Unwantedly) موجود ہوتے ہیں۔جس سے ناظرین پر انتہائی برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں۔

اسلام کا معاملہ بالکل مختلف ہے اس کے پاس اخلاقی و روحانی بنیادوں پر ایک جامع معاشرتی نظام موجود ہے۔

ایسی صورت میں ہمارے معاشرے کی ترجمانی کے دعویدار ذرائع ابلاغ کا مغربی معاشرے کی تقلید کرنا کسی طور پر درست نہیں ہے اس کا صاف مطلب ہم اپنے دین اور معاشرتی اقدار سے روگردانی کے مرتکب ہورہے ہیں۔(۶۸)

اسلام برائی اور فحاشی کے فروغ اور اشاعت کو قطعی حرام قرار دیتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو سخت وعید سناتا ہے نیز اس امر کی صراحت بھی کرتا ہے کہ اس کا ارتکاب کرنے والے حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دعوت دے رہیں ہیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَةِ﴾(۶۹)

''جولوگ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ مومنوں میں بے حیائی پھیلےان کو دنیا وآخرت میں دکھ دینے والا عذاب ہوگا۔''

ڈاکٹر خالدعلوی لکھتے ہیں:

''اس پس منظر میں جدید ذرائع ابلاغ کو دیکھیں تو صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کا کام فواحش کی اشاعت کے سوا کچھ نہیں۔موجودہ ذرائع ابلاغ نوجوان نسل کو عریانی، فحاشی اور جنسی بے راہ روی کی دلدل میں دھکیل رہے ہیں۔فیشن شو،اشتہارات،شوبز،ڈریس ڈیزائنگ اور گلیمر کی آڑ میں بے حیائی کا سیلاب ہے جو تمام اخلاقی قدروں کو ساتھ بہائے لے جارہا ہے۔ڈش انٹینا اور کیبل نیٹ ورک ہر قسم کی نشریات و مناظر دکھائے جارہے ہیں۔بین الاقوامی چینلز میں جنسی فلمی اور موسیقی کے پروگرام آوارگی پھیلانے کا بین الاقوامی ایجنڈہ ہے''۔(۷۰)

آج کے دور میں جملہ ذرائع ابلاغ (پرنٹ والیکٹرانک میڈیا) اپنی اشاعت اور ریٹنگ بڑھانے اور کاروباری لوگ اپنی تجارت اور مصنوعات کو مقبول بنانے کے لیے اشتہار بازی میں جن انسانی خواہشات کو استعمال کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں جنسی اور حسن کی خواہش اور طلب سرفہرست ہوتی ہے۔عورت کو ہر اشتہار کی زینت بنایا جاتا ہے۔مولانا تقی عثمانی لکھتے ہیں:

''ہمیں یہ لکھتے ہوئے انتہائی دکھ ہوتا ہے کہ تجارتی منافع کی دوڑ میں ہماری صحافی برادری نے عفت اور اخلاق کی ہر قدر کو پامال کرڈالا ہے،عریانی وفحاشی کو فروغ دینے میں ہر اخبار دوسرے سے آگے نکل جانے کی فکر میں ہے۔سینما کے اشتہارات کا حصہ جس قدر متعفن اور اخلاقی جذام کا حامل ہوتا ہے وہ تو کسی تشریح کا محتاج ہی نہیں،عام خبروں کا حصہ بھی بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی شریف اور باحیا انسان اسے اپنے بچوں کے سامنے نہیں پڑھ سکتا،اخلاقی جرائم کی خبریں بہت ممتاز اور نمایاں کر کے شائع کی جاتی ہیں اوران کی تفصیلات مزے لے لے کر قسط وار بیان ہوتی ہیں اور کچھ نہیں تو کسی غیر ملکی فاحشہ کی کسی معمول نقل وحرکت کی خبر شائع کرنے کے بہانے اس کی نیم عریاں تصویر شائع کر دی جاتی ہے۔لٰہذا خدا کے لیے

اپنے اخبارات کے طرزِ عمل پر نظرِ ثانی کیجئے، ان میں اخلاقی جرائم کی خبریں، فحش مضامین اور عریاں اشتہارات کو بند کیجئے، صاف ستھری صحافت کو فروغ دیجئے، قوم کو عریانیت پر مائل کرنے کی بجائے اس میں علم وادب کا پاکیزہ مذاق پروان چڑھائیے اور ان میں ایک ایسا مستحکم ملی شعور پیدا کیجئے جو اس قوم کو خود داری، غیرت وحمیت اور تعمیر وترقی کی راہ پر گامزن کر سکے"۔(۷۱)

رسول اکرم ﷺ نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے اور ہر طرح کی غلط کاری اور فواحش کو حرام وممنوع قرار دیا۔ آپ کا یہ فرمان کس قدر بلیغ ہے:

(آدمی اپنے تمام حواس سے زنا کرتا ہے۔ دیکھنا آنکھوں کا زنا ہے، لگاوٹ کی بات چیت زبان کا زنا ہے، آواز سے لذت لینا کانوں کا زنا ہے، ہاتھ لگانا اور ناجائز مقاصد کے لیے چلنا، ہاتھ پاؤں کا زنا ہے۔ بدکاری کی یہ ساری تمہیدیں جب پوری ہو چکی ہیں تب شرم گاہیں اس کی تکمیل کر دیتی ہیں یا تکمیل کرنے سے رہ جاتی ہیں)(۷۲)

۵.۴ استہزاء، طعن وتشنیع سے گریز:

ذرائع ابلاغ کا ایک مقصد لوگوں کو تفریح مہیا کرنا بھی ہے۔ اس مقصد کے لیے مطبوعہ ذرائع ابلاغ ایسے کالم، مضامین اشعار اور کارٹون وغیرہ شائع کرتے ہیں جن کا مقصد مزاح اور ظرافت کے پیرائے میں کسی سقم یا مسئلہ کی نشاندھی یا کسی اہم شخصیت کے کمزور پہلوؤں کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے۔ اسی طرح برقی ذرائع ابلاغ بھی آئے روز ایسے پروگرام پیش کرتے ہیں۔ جن کا مقصد لوگوں کے لیے تفریح کا سامان مہیا کرنا ہے۔

اگرچہ ذرائع ابلاغ میں اس امر کی گنجائش موجود ہے کہ ہلکے پھلکے انداز میں وہ شخصیات کے بعض پہلوؤں کی نشاندھی کرے یا مقامی وملکی مسائل کو اس اسلوب میں آگاہ کرے جس کے لیے زبان وبیان پر مکمل عبور رکھتا ہو۔ الفاظ ومعانی کی نزاکتوں سے آگاہ ہو۔ سنجیدہ بات کے مضحک پہلو کو ابھارنے کی صلاحیت ہو، دوسری اہم خوبی کہ اس کے نشترِ ظرافت سے کسی کی دل آزاری نہ ہو وہ طنز اور طعنہ زنی مزاح اور پھکڑ پن کے فرق کو کبھی نظر انداز نہ ہونے دے۔(۷۳)

ہمارے ہاں بیسوں چینلز ایسے ہیں جو مزاح اور تفریح کے نام پر استہزاء کرتے ہیں۔ کسی اہم شخصیت کا روپ دھار لینا، تکیہ کلام کو پکڑنا، نقل اتارنا اور طعن وتشنیع کا نشانہ بنانا عام بات ہے۔ اور اس کو تفریح کے نام پر گوارا کیا جاتا ہے۔ لیکن مزاح نگاری اور تفریح کی بھی اخلاقیات ہیں۔ کسی کا دل دکھانے، مذاق اڑانے اور تذلیل وتحقیر کو کبھی اچھا فعل تصور نہیں کیا گیا: ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (۷۴)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں

اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں، ہوسکتا ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہ ظالم ہیں۔''

حضور اکرم ﷺ نے ایسے تمام رویوں سے منع فرمایا ہے جس سے کسی مسلمان بھائی کی دل آزاری ہو۔ آپ کا ارشاد ہے:

"ان من اربی الربوا الا ستطالة فی عرض المسلم بغیر حق" (۷۵)

''تمام قسم کی زیادتیوں سے زیادہ بڑی زیادتی یہ ہے کہ کوئی شخص ناحق کسی مسلمان کی عزت کے بارے میں زبان طعن دراز کرے۔''

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا:

"ان من اکبر الکبائر استطالة المرء فی عرض رجل مسلم بغیر حق و من الکبائر السباب بالسبة" (۷۶)

''بڑے گناہوں میں سے ایک گناہ یہ ہے کہ انسان کسی مسلمان شخص کی عزت کو (خاک میں ملانے کے لیے) بلاوجہ زبان درازی کرے اور بڑے گناہوں میں سے یہ بھی ہے کہ گالی کے بدلے گالی دے جائے۔''

۵.۵ سنسنی خیزی اور افواہوں سے گریز:

بلاشبہ آج کا دور تیز ترین ابلاغ کا دور ہے لمحہ بھر میں دنیا کے کسی بھی گوشے کی خبریں اور واقعات ایک جگہ سے دوسری جگہ تک پہنچ جاتی ہیں اسی سبب سے دنیا کو (Global Village) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

مگر بعض اوقات اخبارات و رسائل محض سنی سنائی خبریں اور واقعات شائع کر دیتے ہیں۔ بالخصوص پاکستان میں شام کے اخبارات شہ سرخیوں کے ساتھ بے پر کی اڑتے ہیں اور معاشرے میں انارکی، انتشار اور بے یقینی کی فضا پیدا کر دیتے ہیں۔ اسی طرح سینکڑوں کی تعداد میں مشروم کی طرح ابھرتے ہوئے ٹی وی چینلز خبریت (۷۷) (Breaking News) کی تلاش میں رہتے ہیں۔ بالخصوص ایسی خبریں یا واقعات جو سیاسی، سماجی و ثقافتی، ملکی اور غیر ملکی منظر نامے پر سرگرم (Hot Cackes) ہوتی ہیں۔ پھر تازہ ترین خبروں پر مذاکرات اور ٹاک شوز پر گرما گرم تبصرے ہوتے ہیں۔ یہ ٹاک شوز مسئلہ کو سلجھانے کی بجائے انتشار فکری پیدا کرتے ہیں۔

ایک، ڈیڑھ دھائی قبل چند ایک ہی ٹی وی چینل تھے ان پر خبروں کے اوقات مقرر ہوتے تھے۔ خبریں جمع ہوتیں، ان کی تصدیق ہوتی بعدازاں نشر ہوتی تھیں۔ بدقسمتی سے اب ایسے چینلز موجود ہیں جو 7/24 تازہ (Live) خبریں ہی نشر کرتے رہتے ہیں۔ اگر کہیں بُری خبر آجائے دھماکہ وغیرہ کی تو اس انداز میں نشر کرتے ہیں کہ جیسا پورا ملک ہی دھماکوں سے لرز اٹھا ہے۔ گلی محلے کی معمولی خبروں کو بھی یوں مرچ مصالحہ لگا کر بڑے جرائم کے انکشافات ثابت کرنے پر تلے ہوتے ہیں

دراصل یہی سنسنی خیزی ہے، ایسے میں ذرائع ابلاغ سے محسوس ہوتا ہے کہ کہیں بھی کوئی خیر کی خبر نہیں ہے۔ اور بین الاقوامی طور پر ملکی بدنامی اور برا تاثر ظاہر ہوتا ہے۔

ہر جگہ اور ہر وقت قتل و غارت، لوٹ بازاری، ڈاکہ زنی اور ظلم و زیادتی کا بازار گرم ہے بلکہ اگر کہا جائے کہ میڈیا زیادہ تر منفی رجحان پیدا کر رہا ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ وقائع نگار اور تبصرہ نگار بیانات کو کچھ کا کچھ بنا کر پیش کرتے ہیں۔ افواہوں کا بازار گرم ہوتا ہے۔ ترقیاتی اور تجارتی منصوبے ٹھپ ہو جاتے ہیں بیرونی سرمایہ کاری کی جاتی ہے صرف یہی نہیں حکومتیں بھی عدم استحکام کا شکار ہو جاتی ہیں بلکہ بعض اوقات ملکی سالمیت کو بھی خطرات لاحق ہو جاتے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ذرائع ابلاغ کا کوئی سرے سے ضابطہ اخلاق ہی نہیں ہے قرآن حکیم نے یہ شرپسندوں کا طریقہ بتایا کہ ہر طرح کی خبریں بلا سوچے سمجھے پھیلا دیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِذَاجَآءَ هُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِهٖ وَ لَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ (۷۸)

''یہ لوگ جہاں کوئی اطمینان بخش یا خوف ناک خبر سن پاتے ہیں تو اسے پھیلا دیتے ہیں حالانکہ اگر یہ رسول ﷺ اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچائیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی حیثیت رکھتے ہیں کہ اس سے نتیجہ اخذ کرسکیں۔''

اسی طرح حضور اکرم ﷺ نے محض سنی سنائی بات کو پھیلانے والے کو غیر معتبر اور غیر ذمہ دار شخص قرار دیا ہے۔ فرمان مبارک ہے:

"کفی بالمرء إثما ان یحدث بکل ما سمع" (۷۹)

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہ کافی دلیل ہے کہ وہ جو کچھ سنے، آگے بیان کردے۔''

اسی طرح رسول اکرم ﷺ نے معاشرہ میں فتنہ اور فساد کو پھیلانا منافقین کا طرز عمل قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے:

"ان من شر الناس ذالو جھین الذی یاتی ھؤ لاء بوجه ء ھؤلا بوجه" (۸۰)

''لوگوں میں سب سے برا وہ شخص ہے جو دو منہ رکھتا ہے کچھ لوگوں کے پاس وہ ایک چہرے کے پاس آتا ہے اور کچھ لوگوں کے پاس دوسرے چہرے کے ساتھ۔''

۶۔ تجاویز و سفارشات:

پاکستان ایک نظریاتی، اسلامی ملک ہے۔ مملکت پاکستان کے لیے ذرائع ابلاغ کی ایسی پالیسی کی ضرورت ہے جس سے ایک طرف اسلامی اور نظریاتی تشخص کا تحفظ ہو اور دوسری طرف عوام کو صحت مند، مثبت اور مفید معلومات مہیا کرے۔ ذرائع ابلاغ کے کردار اور ذمہ داریوں کی بابت چند تجاویز بطور سفارشات پیش خدمت ہیں:

ا۔ اخبارات و رسائل کے لیے صحافیوں اور اخباری نمائندوں کی تنظیم (PFUJ), (CPNE) اور (APNS) کی طرف سے جاری کیے گئے ضابطہ ہائے اخلاق اخباری صنعت سے متعلق مکمل دستاویزات ہیں، ان پر عمل درآمد کو یقینی بنایا

جائے۔

۲۔ اسی طرح پاکستان الیکٹرانک میڈیا ریگولیٹری اتھارٹی (PEMRA) اپنے وضع کردہ مقاصد، لائسنس کی شرائط و ضوابط اور میڈیا براڈ کاسٹرز و کیبل ٹیلی ویژن آپریٹرز کے لیے جاری کردہ ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد کو یقینی بنائے۔ اور خلاف ورزی کرنے والے چینلز کے لائسنس فوراً منسوخ کرے۔

۳۔ الیکٹرانک میڈیا پر بالعموم جب کوئی قومی اور حساس امور سے متعلق اہم خبر نشر ہوتی ہے یا کسی واقعہ کی تفصیل منظر عام پر آتی ہیں اور عوامی ردعمل سامنے آتا ہے تب پیمرا کے ارکان حرکت میں آتے ہیں۔ حالانکہ از خود نظام کے تحت تمام نشریات اور چینلز کی مانیٹرنگ کرے اور قومی دفاعی مفاد کے خلاف نشریات کو روک لے۔

۴۔ حکومتی و سرکاری ذرائع ابلاغ بالخصوص ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی ویژن کو حکومتِ پاکستان خاطر خواہ سالانہ بجٹ مہیا نہیں کر رہی جس کی وجہ سے نئے رجحانات کے مطابق پروگرام تخلیق نہیں کیے جا رہے اور پرانے ریکارڈ شدہ پروگراموں سے کام چلایا جا رہا ہے۔ علاوہ ازیں ذاتی تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ فن کاروں اور کارکنان کو خاطر خواہ معاوضہ جات نہیں دیئے جاتے اگر دیئے بھی جاتے ہیں تو انتہائی تاخیر سے، جس کی وجہ سے باصلاحیت افراد نجی ٹی وی چینلز کا رخ کر رہے ہیں۔

۵۔ پریس کونسل آف پاکستان، جس کا قیام صدارتی آرڈیننس ۲۰۰۲ء کے تحت عمل میں لایا گیا تھا، جس کے انیس ممبران تجویز کیے گئے تھے اور ایک جامع ضابطہ اخلاق بھی تشکیل دیا گیا تھا بوجوہ اس پر عمل درآمد نہیں کیا گی اس کونسل اور اس کے ضابطہ اخلاق کو قانونی شکل دی جائے۔

۶۔ اسلام، رسول اکرم ﷺ، خلفائے راشدین، امہات المومنین اور بزرگان دین کی ذات مبارک کے خلاف کوئی مواد ذرائع ابلاغ میں شائع و نشر نہ کیا جائے۔

۷۔ افواج پاکستان، بانی پاکستان، نظریۂ پاکستان اور علامہ اقبالؒ کی ذات یا افکار کے خلاف کوئی مواد شائع و نشر نہ کیا جائے۔

۸۔ کسی مذہبی فرقے کی دل آزاری پر مبنی کوئی مواد شائع نہ کیا جائے جو ہتک عزت کے قانون کی ذیل میں آتا ہو۔ نیز مذہبی، لسانی منافرت پر مبنی مواد شائع نہ کیا جائے۔(۸۱)

۹۔ گذشتہ چند سالوں سے ٹی وی چینلز پر یہ رجحان دیکھنے میں آیا ہے کہ غیر ملکی ڈرامے، فلمیں جوں کی توں نشر کر رہے ہیں یقیناً ان کی تشکیل ایک خاص پس منظر میں ہوتی ہے۔ جس سے مغربی تہذیب و ثقافت نہایت تیزی سے پاکستانی معاشرے میں سرایت کر رہی ہے ان پر پابندی عائد کی جائے۔

۱۰۔ ہمارے اخبارات، ریڈیو، ٹی وی چینلز سے پہلی ہی نظر میں یہ محسوس ہونا چاہیے کہ یہ اسلامی مملکت اور معاشرے

کے ذرائع ابلاغ ہیں نیز ان کی مطبوعات اور نشریات پر اسلامی چھاپ ہونی چاہیے۔

۱۱۔ ذرائع ابلاغ کا بنیادی فرض ہے کہ وہ اپنے پروگراموں اور خبروں میں صداقت کو اپنائے۔ مبالغہ آمیزی اور درست اطلاعات نہ ملنے کی وجہ سے لوگ غیر ملکی ذرائع ابلاغ پر اعتماد کر رہے ہیں۔

۱۲۔ ذرائع ابلاغ کی بے محابا آزادی کو روکنے کے لیے عالمی ذرائع ابلاغ اور اقوام متحدہ کے تحت ضابطہ اخلاق تشکیل دینے کے لیے وزارت اطلاعات اور حکومت پاکستان اپنا کردار ادا کرے۔

۱۳۔ پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا پر ناشائستہ اور غیر اخلاقی اشتہارات و مواد کی نشر و اشاعت سے روکا جائے۔

۱۴۔ اگرچہ سوشل میڈیا اس دور کی ایک مفید ناگزیر ضرورت ہے جس سے لوگ ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کرتے ہیں اور رابطہ میں رہتے ہیں مگر اس کا غلط استعمال بالخصوص پاکستان میں حد سے بڑھ گیا ہے۔ فرضی ناموں سے فیس بک پر اکاؤنٹس بنائے ہوئے ہیں، جہالت اور تعصب کی وجہ سے بعض لوگ سیاسی، مذہبی اور مسلکی گروہ بندی کو ہوا دے رہے ہیں۔ ایسے میں حکومت پاکستان/ پیمرا اس کے منفی استعمال کو روکنے کے لیے اپنا کردار ادا کرے۔

۱۵۔ غیر اسلامی تصورات و نظریات کو روکنے اور خاتمے کے لیے سرکاری ذرائع ابلاغ اور الیکٹرانک میڈیا میں ایسے مردون کار لائے جائیں جو اخلاقی، فکری، علمی اور عملی لحاظ سے اسلامی تعلیمات سے مخلص اور وفادار ہوں۔

۱۶۔ ایسا بورڈ تشکیل دیا جائے جو فلمی ایوارڈ کی طرح اخبارات اور دیگر ذرائع ابلاغ کی مثبت سرگرمیوں پر ایوارڈ دینے کی سفارش کرے۔(۸۲)

حواشی وحوالہ جات

۱۔ النحل، ۱۶:۳۵   ۲۔ الاحزاب، ۳۳:۳۶
۳۔ المائدۃ، ۵:۶۷   ۴۔ ابراھیم، ۱۴:۵۲
۵۔ مسلم، الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۱۳۱۸   ۶۔ بخاری، کتاب الحج، باب الخطبۃ ایام منیٰ ۲۸۵
۷۔ لوئیس مالوف، المنجد بذیل مادہ ب ل غ، خزینہ علم وادب، الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور، ص ۷۰
۸۔ لغات القرآن، ص ۴۶ نیز دیکھئے: اصفہانی، راغب، مفردات القرآن، کتاب الباء، حنیف ندوی، لسان القرآن، علم وعرفان پبلیشرز اردو بازار لاہور، ۱۹۹۸ء   ۹۔ المائدہ، ۵:۶۷
۱۰۔ ھود، ۱۱:۵۷   ۱۱۔ ابراھیم، ۱۴:۵۲
۱۲۔ الاحزاب، ۲۳:۳۹   ۱۳۔ النور، ۲۴:۵۲
۱۴۔ خالد علوی، ڈاکٹر، اسلام کا معاشرتی نظام، الفیصل ناشران وتاجران کتب، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۳۹۸
۱۵۔ سعدی، نفیس الدین، ابلاغ عامہ اور دور جدید، ڈیسنٹ پریس کراچی، ۱۹۸۶ء، ص ۱۳
۱۶۔ ایضاً، ص ۵
۱۷۔ شمس الدین، ڈاکٹر، ابلاغ عامہ کی نئی جہتیں، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء، ص ۲
18. Emery, Alt, E., Introduction to Mass Communication, London, 1979,P. 8
۱۹۔ ابن منظور، لسان العرب، دار صادر بیروت، ۱۹۶۱ء، جلد ۹، ص ۸۷۴
۲۰۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۹۷۲ء، ج ۱۲، ص ۷۶
21. Collier's Encyclopedia, The Cronell-Collier Publishing Company, 1963, 13/642
۲۲۔ الرحمٰن: ۵۵، ۳۔۴   ۲۳۔ العلق: ۹۶، ۳۔۵
۲۴۔ خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۴۰۴
۲۵۔ خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۴۰۵   ۲۶۔ الحج: ۲۲، ۷۵
۲۷۔ الاعراف: ۷، ۶۸   ۲۸۔ المائدۃ: ۵، ۶۷
۲۹۔ محمد شفیع، مفتی، آداب الاخبار در کتاب صحافت اور اس کی شرعی حدود، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۲۱
۳۰۔ مبارک پوری، صفی الرحمٰن، الرحیق المختوم، المکتبۃ السلفیہ، شیش محل روڈ لاہور، ص ۱۱۳
۳۱۔ ایضاً، ص ۱۱۴
۳۲۔ میثاق مدینہ کے تفصیلات کے لیے دیکھیے: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، مجموعہ الوثائق السیاسیۃ للعہد النبوی والخلافۃ الراشدۃ، دار النفائس بیروت، ۱۹۸۳ء
۳۳۔ محبوب رضوی، سید، مکتوبات نبوی، نذیر سنز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴ء
۳۴۔ نثار احمد، ڈاکٹر، خطبہ حجۃ الوداع، کتاب سرائے لاہور۔
۳۵۔ الاحزاب: ۳۳، ۲۱   ۳۶۔ التوبۃ ۹:۱۱۹
۳۷۔ النساء: ۴، ۱۳۵   ۳۸۔ البقرۃ: ۲، ۲۸۳
۳۹۔ ابن الاثیر، مجد الدین: جامع الاصول فی احادیث الرسول، حدیث نمبر ۹۳۱۷
۴۰۔ الطبرانی: المعجم الاوسط، حدیث نمبر ۶۸۲۴؛ نیز البوصیری: احمد بن ابی بکر: اتحاف الخیرۃ المہرۃ، ۸/ ۶۸، حدیث نمبر: ۷۴۹۲
۴۱۔ آل عمران: ۳، ۱۱۰
۴۲۔ ترمذی، ابواب الفتن، باب ماجاء فی الامر بالمعروف والنہی عن المنکر ۲/ ۳۹
۴۳۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۴۱۷   ۴۴۔ القلم: ۶۸، ۱
۴۵۔ العلق: ۹۶، ۳۔۵
۴۶۔ محمد شفیع، مفتی، آداب الاخبار در کتاب صحافت اور اس کی شرعی حدود، ادارہ اسلامیات لاہور، ۲۰۰۳ء، ص ۳۵۔۳۷

۴۷۔ الحجرات:۴۹، ۶

۴۸۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور، ۱۹۸۴ء، ج ۵، ۷۴

۴۹۔ النور:۲۴، ۱۶

۵۰۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، ۱/ ۱۹۵، حدیث نمبر:۳۸۲؛ نیز السیوطی: الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۲/ ۶۸۴

۵۱۔ النساء:۴، ۸۳

۵۲۔ زیبی، عبدالسلام، اسلامی صحافت، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۵

۵۳۔ آل عمران:۳، ۱۰۳

۵۴۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، حدیث نمبر ۳۹۱؛ نیز الترمذی: السنن، باب ماجاء فی لزوم الجماعۃ، حدیث نمبر ۲۱۶۶

۵۵۔ ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی العصبیۃ

۵۶۔ البخاری، محمد بن اسماعیل: الادب المفرد، ۱/ ۱۳۹، حدیث نمبر:۳۸۵

۵۷۔ النساء:۴

۵۸۔ روح المعانی بحوالہ تفسیر معارف القرآن، دارالاشاعت، کراچی

۵۹۔ الترمذی: السنن، نزول العذاب اذالم یغیر المنکر، حدیث نمبر:۲۱۶۸

۶۰۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب البر والصلۃ، باب نصر الاخ ظالما او مظلوما۔

۶۱۔ زیبی، عبدالسلام، اسلامی صحافت، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی، ۱۹۹۰ء، ص ۱۳۵

۶۲۔ الفرقان:۲۵، ۷۳

۶۳۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۱۴۳

۶۴۔ الحجرات:۴۹، ۱۲۔۱۳

۶۵۔ بخاری، کتاب الادب، باب ما ینھی عن التحاسد، ۲/ ۸۹۶

۶۶۔ ابن الاثیر، الجزری،

۶۷۔ مسلم، کتاب البر، باب تحریم الکذب وبیان مایباح منہ

۶۸۔ اسلامی صحافت، ص ۱۳۵

۶۹۔ النور:، ۱۹

۷۰۔ اسلام کا معاشرتی نظام، ص ۴۲۷

۷۱۔ عثمانی، محمد تقی، مدیران جرائد سے، ماہنامہ البلاغ، ماہ صفر، ۱۳۹۶ھ، در مشمولہ کتاب صحافت اور اس کی شرعی حیثیت، حوالہ مذکور، ص ۱۰۔۱۳

۷۲۔ الطبرانی: المعجم الکبیر، حدیث نمبر ۸۶۶۱

۷۳۔ اسلامی صحافت، ص ۱۸۲

۷۴۔ الحجرات، ۴۹:۱۱

۷۵۔ ابوداؤد، کتاب الادب، باب فی الغیبۃ؛ نیز السنن الکبریٰ للبیہقی: باب من تجوز شہادتہ ومن لا تجوز، حدیث نمبر:۴۳۵۱

۷۶۔ سنن ابی داوود، باب فی الغیبۃ، حدیث نمبر:۴۸۷۹

۷۷۔ صحافت کی دنیا میں خبر، معمول کی بات کو نہیں کہتے بلکہ غیر معمولی، انسانی دلچسپی کی چیز کو کہتے ہیں۔ مثلاً صحافت کے باوا آدم لارڈ نارتھ کلف سے جب سوال کیا گیا تو انہوں نے کہاں، اگر کتا نسان کو کاٹے تو یہ کوئی خبر نہیں لیکن اگر انسان کتے کو کاٹ لے تو یہ خبر ہے۔ دیکھیے: عبدالسلام خورشید، فن صحافت، مکتبہ کارواں، کچہری روڈ لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۳۲

۷۸۔ النساء، ۴:۸۳

۷۹۔ مستدرک حاکم، کتاب العلم، ۱/ ۱۹۵، حدیث نمبر:۳۸۲؛ نیز السیوطی: الدر المنثور فی التفسیر بالماثور، ۲/ ۶۸۴

۸۰۔ مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الادب، باب ما قیل الوجھین۔

۸۱۔ احسن اختر ناز، ڈاکٹر، صحافتی اخلاقیات (Press Ethics) عظیم اکیڈمی، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۵۳

۸۲۔ تفصیل کے لیے دیکھیے: سفارشات برائے ذرائع ابلاغ عامہ در رپورٹ معاشرتی اصلاحات، اسلامی نظریاتی کونسل، حکومت پاکستان، اسلام آباد، ۱۹۹۳ء، صفحات ۹۷۔۱۰۱